رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ......
سہ ماہی ......

قیمت پرانا پرچہ (۳/)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن
ہفتہ وار
مملکت
ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ......
سہ ماہی ......

قیمت فی پرچہ (۳/)

جلد | ۲۱ ردے ۱۳۵۴ ف | ۸ ذی الحجہ ۱۳۶۳ ھ | ۲۵ نومبر ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر ۳۳

”میں اپنی رعایا کی خوش حالی کو دوسری سب چیزوں پر مقدم سمجھتا ہوں“

سپاس نامہ کے جواب میں ارشاد شاہانہ

حضار محفل!

یہ اس نوعیت کی ساتویں سالانہ نمائش ہے جس کا میں افتتاح کر رہا ہوں۔ مجھ کو یہ دیکھ کر بہت مسرت ہے کہ باوجود موجودہ زمانہ کی مشکلات اور بعض خام اشیاء کی کمیابی کے ہر سال کی نمائش میں بمقابلہ گذشتہ نمائش کے کچھ نہ کچھ ترقی نظر آتی ہے۔

میں اپنی رعایا کی خوش حالی کو دوسری سب چیزوں پر مقدم سمجھتا ہوں جس کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ ملکی مصنوعات کو (خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید) ترقی دی جائے تاکہ ملک میں دولت پیدا ہو اور بیروزگاری اور تنگیٔ معیشت کا سدباب ہو۔ اسی وجہ سے میں خود نمائش میں ہر سال آتا ہوں تاکہ میری دلچسپی کی وجہ سے میری رعایا کو بھی اس نمائش سے دلچسپی پیدا ہو اور وہ بھی یہاں آئیں اور اشیاء کی خریدی سے نمائش کو مدد دیں۔ مجھے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ نمائش میں اشیاء کی خرید و فروخت لاکھوں روپے تک پہونچ گئی ہے۔

مصنوعات کی نمائش کے ساتھ دوسرے علمی اور فنی اداروں کے کام کو بھی منظر عام پر لانا ایک اچھا خیال ہے جس کو میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہوں کیونکہ اس کے ذریعے میری حکومت کے مختلف سررشتوں کی ترقی سے پبلک واقفیت حاصل کرتی ہے۔

اس نمائش میں ایک بہت اچھا اضافہ ہوا ہے جس کا ذکر سپاسنامہ میں کیا گیا ہے یعنی ایک شعبۂ مظاہرات کا قیام جس میں عملی طور سے دکھایا گیا ہے کہ مصنوعات کس طرح تیار ہوتی ہیں اور ان کی تیاری میں کن اشیاء خام سے کام لیا جاتا ہے گویا یہ صنعتی کاریگری کا عملی مظاہرہ ہے۔ میری رائے میں اس سے صنعتوں کے متعلق لوگوں کی عام معلومات میں اضافہ ہوگا جو بہت مفید ہے۔ دوسری طرف کاریگروں کو بھی ترغیب ہوگی کہ وہ اشیاء تیار کرنے کے عمدہ طریقے ایجاد کریں۔ جو لوگ کہ نئی اختراعات کریں یعنی نئی نئی چیزیں ایجاد کریں ان کو معقول انعام ملنا چاہئے۔

میرا یہ بھی خیال ہے کہ مصنوعات کی نمائش کے علاوہ مختلف دستکاری کے نمونوں کی ابتدائی تعلیم تمام ملک میں رائج ہونی چاہئے۔ یعنی مختلف اضلاع میں ایسے صنعتی مدرسے قائم ہونا مناسب ہے جہاں ان اشیاء کے بنانے کی تعلیم دی جائے جو مقامی طور پر مشہور ہیں (مثلاً اورنگ آباد۔ کریم نگر اور پیٹن وغیرہ کی مصنوعات) اس طرح سے قدیم صنعتوں کی بقا اور احیاء کا انتظام ہوگا ورنہ ان مصنوعات میں زوال پیدا ہونے یا ان کے مفقود ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

قدیم صنعتوں کے ساتھ ساتھ جدید صنعتوں کا قائم کرنا بھی ملک کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے یعنی بڑے پیمانہ پر اور کثیر مقدار میں مشین اور کلوں کے ذریعہ ایسا سامان تیار کرنا جس کی ضرورت نہ صرف ملک میں ہو بلکہ جس کی ملک کے باہر بھی طلب ہو۔

آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ زین یار جنگ صدر المہام تجارت و حرفت نے اس نمائش کے متعلق جو حسن و سلیقہ شعاری سے کام کیا ہے نیز تمام دیگر کارکنان نمائش و ارکان سائنس کانفرنس کی کوششوں کی میں قدر کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ نمائش ہر سال ہوا کرے گی اور صنعت و تجارت کے فروغ اور ترقی کا باعث ہوگی۔

مملکت ہفتہ وار

جلد ۴ | ۱۲ اردی بہشت ۱۳۵۴ف | نمبر ۲۳

شاہانہ سرفرازی

نمائش کمیٹی انجمن طیلسانین عثمانیہ کی جانب سے نمائش مصنوعات ملکی کا اس سال بھی انعقاد عمل میں آیا۔ نمائش مصنوعات ملکی کا انعقاد جس عظیم الشان پیمانہ پر ہوتا رہا ہے اس کی کامیابی اور اہمیت کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ حضرت بندگان اقدس نے بمراحم خسروانہ بہ نفس نفیس اس سال بھی نمائش کا افتتاح فرمایا۔ سپاسنامہ کے جواب میں کارکنان نمائش کی کوششوں کی قدر فرماتے ہوئے ارشاد مبارک صادر ہوا۔

"میں رعایا کی خوشحالی کو دوسری سب چیزوں پر مقدم سمجھتا ہوں جس کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ ملکی مصنوعات (خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید) کو ترقی دی جائے تاکہ ملک میں دولت پیدا ہو اور بیروزگاری اور تنگی معیشت کا سد باب ہو۔ اس وجہ سے میں خود نمائش میں ہر سال آتا ہوں تاکہ میری دلچسپی کی وجہ سے میری رعایا کو بھی اس نمائش سے دلچسپی پیدا ہو اور وہ بھی یہاں آئیں اور اشیا کی خریدی سے نمائش کو مدد دیں۔"

ہم انجمن طیلسانین اور اس سے متعلقہ جماعتوں کو خوش قسمت اور قابل مبارکباد تصور کرتے ہیں کہ وہ شاہانہ سرفرازی سے مفتخر ہو رہی ہیں۔ شاہ ذی جاہ کی نظر انتخاب ایسے اداروں اور اشخاص پر ہمیشہ کرم گستری کرتی ہے جو ملک و مالک کے سچے خدمت گزار ہیں اور جن کے آگے ملک کی ترقی اور عام خوشحالی کا ایک لائحہ عمل ہے جس کو وہ اپنی بساط کے موافق عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔

نواب زین یار جنگ بہادر صدر مجلس نمائش نے پیشگاہ خسروی میں جو سپاسنامہ پیش کرنے کی عزت حاصل کی اس میں نمائش کی تدریجی ترقی پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اسٹالوں کی تعداد پانچ سو سے زائد ہو گئی ہے۔ اس نمائش میں مصنوعات ملکی کے علاوہ دوسرے علمی اور فنی اداروں کے مختلف کاموں کو بھی منظر عام پر لایا جاتا ہے۔ ایک شعبہ مظاہرات قائم کیا گیا ہے جہاں یہ بتلایا جاتا ہے کہ کارخانوں میں خام اشیا کو مصنوعات کی شکل کس طرح دی جاتی ہے۔ جو لوگ ذاتی اسٹال قائم کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کے لئے ایک مرکزی ادارہ مصنوعات قائم کیا گیا ہے۔ مصنوعات کے علاوہ وہ سرکار عالی کے مختلف سررشتوں کی ترقی اور ان کے اغراض و مقاصد کے اظہار کے لئے ایک شعبہ قائم ہے۔

مصنوعات ملکی کی ترویج کو تیز تر کرنے کے لئے جو تجاویز کارکنان نمائش کے زیر غور ہیں ان کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ:۔

(۱) ارشاد شاہانہ کی تعمیل میں رعایا اور حکومت کے اشتراک سے ملکی مصنوعات کی نکاسی کے لئے ایک مرکزی ادارہ کا قیام جس میں ایک انڈسٹریل میوزیم بھی شامل رہے۔

(۲) مصنوعات اور صناعوں کے متعلق مکمل مواد کی فراہمی

(۳) غریب صناعوں کی رقمی امداد و اعانت

(۴) مجلس نمائش میں ایسے شعبہ کا قیام جس میں صناعوں سے ربط قائم کرکے ان کی مشکلات کی طرف حکام متعلقہ کو متوجہ کیا جائے۔

ان مقاصد کی تکمیل کے لئے مشترکہ سرمایہ کی ایک کمپنی کے قیام پر غور کیا جا رہا ہے۔ ایسی کمپنی کے قیام سے متعلق ایک یادداشت مرتب ہو چکی ہے۔ اگر حکومت ان تجاویز سے اشتراک عمل کرے تو یقین ہے کہ یہ چیز ملک کے صناعوں کے لئے ایک نعمت ثابت ہوگی۔

اس سلسلہ میں ہم چند امور کارکنان نمائش کے غور و خوض کے لئے پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ صناعوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کے اسباب مہیا کرنے کے لئے ایک منظم کوشش ضروری ہے اور اس کے لئے ایک جد وجہد لازم ہوگی۔ کارکنوں کی ایک جماعت کو ملک کے گوشہ گوشہ سے اضلاع و تعلقات کا دورہ کرکے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ کن کن شہروں میں صنعتیں رہ گئی ہیں جو نمائش میں پیش نہیں آتی ہیں اور اس کی وجہ کیا ہے۔ ہندوستان کے بڑے شہروں بالخصوص بمبئی مدراس، پونا، میسور، بنگلور، ناگپور اور اضلاع برار میں تشہیر کی جائے کہ اس کے نتیجے کے طور پر ان شہروں کے متمول طبقات کو زمانہ نمائش میں حیدرآباد آنے کی ترغیب ہو۔ اس غرض سے رنگین پوسٹر، پمفلٹ، اور سینما سلائیڈس کی ضرورت ہوگی۔ اس کی بھی ضرورت ہے کہ حیدرآباد کی نمائش گاڑی (ٹرین) ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں ایک مقررہ پروگرام کے تحت گھمائی جائے اس سے قبل بمبئی کے ایک مکان طرز سے اس قسم کی ایک کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نمائش اب ایسی مستحکم بنیادوں پر قائم ہے کہ وہ اس کام کو بخوبی انجام دے سکتی ہے اور حیدرآباد کی مصنوعات کی بیرون حیدرآباد تشہیر اور نکاسی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

جاگیرداروں کا مستقبل

مملکت آصفیہ کے سیاسی، معاشی، اور سماجی نظام میں جاگیرداروں کو جو مقام صدیوں سے حاصل رہا ہے اس سے نہ تو انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ وہ نظر انداز کرنے کے قابل ہے۔ البتہ اس مسئلہ میں دو رائے کا امکان ہو سکتا ہے کہ آیا یہ طبقہ مابعد جنگ دور میں مفید ہوگا یا نہیں۔ اس طبقہ کو مفید بنانا یا غیر مفید حالت میں چھوڑ رکھنا جہاں ایک جانب خود اس طبقہ کے نقطۂ نظر اور طرز عمل پر منحصر ہے وہاں دوسری جانب اس امر پر بھی منحصر ہے کہ خود حکومت بھی اس طبقہ سے کوئی مفید کام لینا چاہتی ہے یا نہیں۔ کوئی ادارہ فی نفسہ مفید یا مضر نہیں ہوتا۔ یہ کارفرماؤں کی قابلیت اور حسن نیت پر منحصر ہے کہ اس کو مفید یا مضر بنائیں۔ کارفرماؤں سے ہماری مراد حکومت سرکار عالی سے بھی ہے اور طبقہ جاگیرداران کے قائدین سے بھی۔ اگر ارباب حکومت اور طبقہ جاگیرداران کے قائدین ایک بار سر جوڑ کر بیٹھ جائیں تو تب پتہ چلے گا کہ نظام نو میں طبقہ جاگیرداران کو کوئی مقام دیا جا سکتا ہے یا [illegible] حقیقت سے منہ پھیر کر اور مایوس ہو کر مسائل کو ٹالا نہیں جا سکتا۔ مجلس جاگیرداران کے حالیہ انتخابات کے نتائج پڑھ کر ہمیں پھر یہ خیال ہوا کہ اس موضوع پر کچھ سرسری گفتگو کی جائے۔ مجلس جاگیرداران کو تسلیم کر لینے کے بعد کہ آئندہ متحرک حیدرآباد میں ان کا طبقہ سکون و جمود کا وظیفہ دہرا رہا ہے۔ اگر کوئی جاگیردار صاحب ہم کو قائل کر دیں کہ ہمارا یہ بیان غلط ہے تو ہم اس کو تسلیم کرنے اور حقیقت کا اعتراف کرنے میں کبھی تامل نہ کریں گے۔ لیکن ہمارے علم میں ایسا کوئی مواد نہیں ہے جس کی بنا پر ہم یہ کہہ سکیں کہ طبقہ جاگیرداران آج کی

... بالکل ہے۔ البتہ ہم ایک بات کہنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ طبقہ جیسے جذبات کا حامل ہے لیکن ان جذبات کو وہ جس ... کی صلاحیت کی کمی کی وجہ سے یا تو مفقود ہو چکی ہے یا ظاہر نہیں ہو رہی ہے۔ ممکن ہے کہ طبقہ جاگیرداران کی جانب سے یہ کہا جائے کہ بعض عناصر کے اس عمل کا تعلق کر کہا جا رہا ہے ... سے یاد کر گیا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسا کہنے کے لئے ان کے پاس معقول وجوہ بھی ہوں لیکن ہم اس طبقہ کو دیکھنا چاہتے ہیں ان میں جو اپنی زندگی کا ثبوت دینے کے لئے وہ ... کی جانب متوجہ ہو!

آج حیدرآباد میں فرد و ریاست ... اور ... بیرونی مداخلت سیاسی، معاشی انتشار ... موجود ہیں کیا ہم مجلس جاگیرداران سے یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ ان ... کے مسئلہ ہونے کے حوالے سے کوتاہی اور اجتماعی قدم اٹھایا جائے ... مجلس ... ضرور ... لیکن جب حیثیت مجموعی ... کو تماشائی بنا رہا ہے کیا ... سے غیر متزلزل وفاداری کا ... تقاضا ہے!

مجلس جاگیرداران کے حالیہ انتخابات میں ہم عہدۂ صدارت پر دوبارہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر کا اسم گرامی دیکھتے ہیں۔ تین سال قبل جب نواب صاحب اپنے والد کے جانشین قرار دئیے گئے تھے ہمنے اپنی کالموں میں عرض کیا تھا کہ ...

نواب ظہیر الدین خان جامعہ عثمانیہ کے طالب علم رہ چکے ہیں۔ گو ہمیں نواب صاحب سے ذاتی طور پر ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہے لیکن ہمنے سنا ہے کہ وہ بڑی خوبیوں کے حامل ہیں۔ آپ کئی ممالک یورپ اور امریکہ کا سفر کر چکے ہیں۔ وہ ہمیشہ ملکی مسائل پر غور و فکر کرنے کے عادی رہے ہیں۔ نواب معین الدولہ کی زندگی ہی میں نائب امیر پائیگاہ کی حیثیت سے نواب ظہیر الدین خان اپنے منصب کے کام انجام دیا کرتے تھے اس لحاظ سے یہ ذمہ داری آپ کے لئے غیر مانوس نہیں ہے۔ آج جبکہ نواب صاحب موصوف مملکت کی صف میں اعلیٰ نشست کے مستحق ہو چکے ہیں ان کی ذمہ داریاں بھی مختلف شعبوں سے بڑھ گئی ہیں۔ اگر نواب صاحب کی قابلیت، صلح پسند و کشادہ طبیعت سے توقع رکھی جائے کہ وہ صرف اپنے فرائض منصبی کو بحسن انجام دیں گے بلکہ معاملات ملکی میں بھی مفید اور نمایاں شان رہیں گے۔ ذات شاہانہ سے خاندان پائیگاہ کی غیر متزلزل وفاداری اور عقیدت مندی کی ... کی متقاضی ہے کہ نواب ظہیر الدین خان

اپنی خاندانی روایات کو قائم و برقرار رکھیں گے۔ جوان صالح اور ہنگامی کردار ہونے کی جو شاہانہ سند نواب صاحب کو ملی ہے وہ ... ایک مشکوک مستقبل کی بشارت دیتی ہے۔"

ہم آج بھی انہی توقعات کا اعادہ کرتے ہیں۔ خاندانِ شاہی کے بعد اگر حیدرآباد میں کوئی قابل احترام گھرانا ہے تو وہ پائیگاہ کا ہے۔ اگر اس گھرانے کے چشم و چراغ سے رہنمائی کی توقع نہ کی جائے تو پھر آخر کس سے رکھی جائے؟ نواب ظہیر یار جنگ بہادر ایک قابل اور سنجیدہ نوجوان ہیں۔ ہمیں یہ سن کر قطعاً حیرت نہیں ہوئی کہ حضرت بندگان اقدس نے نواب صاحب کو کونسل باب حکومت کے منتخب فرمایا ہے۔ ہم اس وقت کے منتظر ہیں کہ نواب صاحب اپنی کارکردگی سے خود کو صدارت عظمیٰ کا مستحق بنائیں۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ نواب صاحب تدبر، اخلاقی جرأت اور وسعت نظر کو کام میں لائیں۔ طبقہ جاگیرداران ان کی قیادت کا آرزومند معلوم ہوتا ہے۔ طبقہ کی صحیح تنظیم کو اجاگر کرنا اور اس کو دور جدید کے رجحانات سے مطابق ڈھالنا نواب صاحب کا اولین فرض ہونا چاہئے۔

ہم طبقہ کو اس امر پر مبارکباد دیتے ہیں کہ اس نے نائب صدارت کے لئے ایک ایسی ہستی کو منتخب کیا ہے جو ذاتی کردار اور جذبات وفاداری کے اعتبار سے اپنی آپ نظیر ہے۔ ہمارا اشارہ محترم راجہ شام راج راجونت بہادر کی طرف ہے۔ راجہ صاحب پیرانہ سالی کی وجہ سے اب تک بہت دور رہے لیکن اپنے دور صدارت المہامی میں انہوں نے بتا دیا کہ وہ کن خوبیوں کے حامل ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر بھی نہایت خوش ہیں کہ انہیں راجہ شام راج جیسا نائب مل گیا۔

اس طبقہ کے لئے بالکل مشکل نہیں کہ وہ زمانے کا ساتھ دے اور اس کی قیادت کی ذمہ داری قبول کرے۔ ترقی پسندی کے تقاضے کیا ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اگر طبقہ جاگیرداران عوام کی صحیح رہنمائی کرے اور عوام کی فلاح و بہبود کو اپنا نصب العین بنائے تو قیادت عامہ اس کے ہاتھ میں۔

ہم اس طبقہ سے قطعاً مایوس نہیں ہو سکتے جس میں نواب حسن یار جنگ بہادر، نواب دوست محمد خان، میر اکبر علی خان صاحب بیرسٹر، راجہ گردھاری لال، نواب ولی داد خان، راجہ ترمبک لال، نواب سید محمد عسکری جعفری اور نواب حیدر علی خان جیسے مخلص کارکن موجود ہوں۔

برقی وفاق ہند کی اسکیم

مشیر آبپاشی حکومت ہند کا بیان

نئی دہلی۔ مسٹر ... مشیر آبپاشی حکومت ہند ... مستقبل کے لئے ایک منصوبہ مرتب کیا ہے جسے انہوں نے برقی وفاق ہند کے نام سے یاد کیا۔

صاحب موصوف نے واضح کیا کہ اس اسکیم کا بنیادی تخیل آب اور برقی قوت کی آمیزش ہے۔ یعنی دریاؤں کے پانی سے برقی قوت حاصل کی جائے اور اس برقی قوت سے دریا کے مزید پانی کو بذریعہ پمپ اوپر کھینچا جائے تاکہ ان علاقوں کی آبپاشی ہو سکے جن کی آبپاشی کسی دوسرے طریقہ سے ممکن نہیں ہے اس طرح جو برقی قوت حاصل ہوتی ہے وہ ... استعمال نہ صرف پمپ کے لئے ہی استعمال کیا جائے گا بلکہ دیہاتوں کو ارزاں برقی قوت فراہم کی جائے گی۔

صاحب موصوف نے اعادہ کیا کہ ان کی اسکیم کے تحت دیہاتوں کو ... سے زیادہ ایک آنہ فی یونٹ کی شرح پر برقی قوت دستیاب ہو سکے گی۔ پنجاب میں اس اسکیم پر تجربہ کیا جا چکا ہے ... کی جنوبی ریاستوں ... اپنی اسکیمیں عنقریب منظور کریں گی۔ یا اب تک ... منظور ... جا چکی ہیں۔

مسٹر ... نے اور کہا کہ اگر پورے ہندوستان میں یہ اسکیم روبہ عمل لائی گئی تو اس کے نتیجے کے طور پر صوبائی انتہا پسندی کی روش جاتی رہے گی اور آپس میں اتحاد عمل پیدا ہوگا۔

سوویٹ روس کی خارجی حکمت عملی

تحفظ امن کے لئے ایک مسلح ادارے کے قیام کی تجویز

ذیل میں مارشل اسٹالن کی اس تقریر کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے جو انقلاب روس کی ۲۷ ویں سالگرہ کے موقع پر کی گئی تھی اور جس میں سوویٹ روس کی خارجی حکمت عملی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسٹالن نے رفتار جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ:-

اب جبکہ جنگ اپنے فاتحانہ اختتام کے قریب ہے سوویٹ کے باشندوں کا تاریخی کارنامہ اپنی پوری عظمت کے ساتھ نمایاں ہو رہا ہے۔ یہ بات عام طور پر تسلیم کی جا رہی ہے کہ سوویٹ روس کے باشندوں نے اپنے ایثار اور قربانی سے یورپ کو فاسسٹی لٹیروں سے بچا لیا۔ یہ ایک تاریخی خدمت ہے جو سوویٹ نے نوع انسان کی کی ہے۔

اب ہم خارجی حکمت عملی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ گزشتہ سال جرمنی کے خلاف ایک کامیابی کا سال رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے سوویٹ یونین، برطانیہ اور امریکہ کے باشندوں نے ایک فوجی میثاق کے تحت اتحاد قائم کیا۔ یہ سال ایسا تھا جس کے دوران ہٹلر کے جرمنی کے خلاف تین بڑے دول اتحاد عمل قائم کرنے میں مصروف رہے۔ طہران کانفرنس میں جرمنی کے خلاف متحدہ عمل کو جو فیصلہ کیا گیا تھا اس فیصلہ کو جس خوبی سے روبہ عمل لایا گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جرمنی کے خلاف محاذ کس قدر مضبوط اور مستحکم ہے۔

ایک مشترکہ دشمن کے خلاف ایسی عظیم الشان متحدہ فوجی کارروائیوں کی تاریخ میں بہت کم مثالیں ملیں گی جن کا نقشہ طہران کانفرنس میں تیار کیا گیا تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ تین بڑے دول کے اتحاد خیال اور اتحاد عمل کے بغیر طہران کانفرنس کے فیصلے اس صحت اور خوبی کے ساتھ عمل میں نہیں آ سکتے تھے۔ متحدہ اقوام کے محاذ کی مضبوطی اور استحکام کا ایک اور ثبوت وہ فیصلہ ہے جو ڈمبرٹن اوکس میں جنگ کے بعد تحفظ کے سلسلہ پر کیا گیا۔ تحفظ امن کے مسائل سے متعلق تین بڑے دول کے مابین اختلاف رائے کی افواہیں پھیلی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اختلاف رائے موجود ہے۔ ایک ہی پارٹی کے ارکان میں بھی اختلافات ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح مختلف ممالک کے نمائندوں کے مابین بعض اختلافات ناگزیر ہیں۔ مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ اختلافات اس قدر کم ہیں کہ ان پر تقریباً قابو حاصل کر لیا گیا ہے۔ یہ اختلافات اتنے شدید نہیں ہیں جتنے کہ دوسرا محاذ کھولنے سے متعلق تھے اور جن کا بالآخر اتفاق و ہم آہنگی کے ساتھ تصفیہ ہو گیا تھا۔ ڈمبرٹن اوکس کانفرنس کے اختلافات بھی اسی قسم کے ہیں۔ اس کانفرنس کی ایک خصوصیت یہ نہیں تھی کہ یہاں چند اختلافات رونما ہوئے بلکہ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ تحفظ کے مسائل مکمل ہم آہنگی کی اسپرٹ میں طے پائے۔

ڈمبرٹن اوکس کانفرنس کے فیصلے ظاہر کرتے ہیں کہ خلاف جرمن محاذ مضبوط ہے۔ اقوام متحدہ کے استحکام کی ایک اور علامت وہ حالیہ گفتگو ہے جو برطانیہ کے مسٹر چرچل اور برطانوی وزیر خارجہ مسٹر ایڈن سے ماسکو میں ہوئی۔ یہ گفتگو ایک دوستانہ فضا اور مکمل ہم آہنگی کی اسپرٹ میں ہوئی۔

دوران جنگ میں ہٹلر نے اقوام متحدہ میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ہم میں بے اعتمادی پیدا کر کے ہمارے ساتھی کو کمزور کرے۔ جرمنی کے مدبرین کا مقصد پوشیدہ نہیں رہا۔ آئندہ بھی وہ اقوام متحدہ میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ دول عظمیٰ کے اتحاد کو توڑنے کی فاسسٹی مدبرین نے جو کوششیں کیں وہ کس طرح ناکام رہیں۔ برطانیہ اور امریکہ اور ہمارے ملک کا اتحاد محض اتفاقی یا عارضی محرکات پر نہیں بلکہ اہم اور دیرپا مفادات پر مبنی ہے۔ ہمیں اس میں شبہ نہیں کہ دول عظمیٰ کا اتحاد جو جنگ کے سہ سالہ دور کی آزمائش میں پورا اترا ہے جنگ کی آخری منزلوں میں بھی مستحکم رہے گا۔

گزشتہ سال متحدین نے ہٹلر کے محاذ کے خلاف نہ صرف ایک مشترکہ محاذ قائم کیا بلکہ اس محاذ کو وسعت بھی دی۔ اٹلی اور جرمنی کے دوسرے ساتھی یعنی فن لینڈ، رومانیہ، بلغاریہ جنگ سے علیحدہ ہو گئے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ یہ ممالک نہ صرف جنگ سے علیحدہ ہو گئے بلکہ جرمنی کے خلاف اعلان جنگ بھی کر دیا۔ اور اس طرح وہ اقوام متحدہ کے محاذ میں شامل ہو گئے۔ مستقبل قریب میں ہنگری کو بھی بے عمل کر دیا جائے گا۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ جرمنی یورپ میں بالکل تنہا رہ جائے گا جس کے بعد اس کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ ہٹلر کے جرمنی کے خلاف اقوام متحدہ جنگ کے فاتحانہ اختتام کے قریب ہیں۔ اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں کہ جرمنی پر اقوام متحدہ کا قبضہ ہو جائے گا۔ جرمنی کے خلاف جیتنا ایک بہت بڑا تاریخی کارنامہ ہوگا لیکن اقوام عالم کے لئے دیرپا امن اور عافیت کے لئے جنگ جیتنا کافی نہیں۔ ہمارا کام جرمنی کے خلاف صرف جنگ جیتنا نہیں ہے بلکہ جارحانہ اقدام اور جنگ کے اعادہ کو ہمیشہ کے لئے نہیں تو کم از کم ایک طویل مدت کے لئے ناممکن بنانا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جرمنی کو اس کی شکست کے بعد معاشی، فوجی اور سیاسی اعتبار سے بے ہتھیار کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ سمجھنا نادانی ہوگی کہ جرمنی قوت دوبارہ حاصل کرنے کے لئے جارحانہ اقدام کی پھر کوشش نہیں کرے گا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ جرمنی کے حکمراں ایک نئی جنگ کی ابھی سے تیاری کر رہے ہیں۔ تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیس تیس سال کی مدت جرمنی کی قوت کی بحالی اور بازسازی کے لئے کافی ہے۔ اگر جرمنی جارحانہ اقدام کا پھر اعادہ کرے تو اس کے اقدام کو کچلنے کے لئے ہمارے پاس کیا ذرائع ہیں۔ وقت کا یہ اہم سوال ہے کیونکہ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ حملہ آور قومیں امن پسند قوموں کے مقابلہ میں تازہ اقدام کے لئے بہتر طور پر تیار رہتی ہیں اور امن پسند قوموں کو تیاری میں دیر لگ جاتی ہے۔

یہ ایک واقعہ ہے کہ موجودہ جنگ میں حملہ آور ملک ایک عرصہ پہلے سے تیار تھے۔ پرل ہاربر کا حادثہ یا فلپائن، ہانگ کانگ اور سنگاپور کا سقوط ایسے ناگوار واقعات ہیں جن کا وقوع محض اتفاقی نہیں تھا۔ جاپان ایک حملہ آور قوم کی حیثیت سے برطانیہ اور امریکہ کے مقابلہ میں بہتر طریقہ پر تیار تھا اور نہ ہم جنگ کے پہلے ہی سال میں یوکرین، سفید روس اور بالٹک کے سقوط کے ناگوار واقعات کو محض اتفاقی تصور کر سکتے ہیں جبکہ جرمنی ایک حملہ آور قوم کی حیثیت سے سوویٹ یونین سے زیادہ بہتر طور پر تیار تھا۔

ان واقعات کی توجیہ جاپانیوں یا جرمنوں کی شخصی خصوصیات میں تلاش کرنا یا برطانیہ، امریکہ اور روس کے باشندوں پر ان کی برتری کا ذکر کرنا نادانی ہوگی۔ یہ سوال شخصی خصوصیات کا نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حملہ آور قومیں ایک عرصہ دراز تک تیاری میں مصروف رہتی ہیں۔ ان کی تیاری امن پسند قوموں کے مقابلہ میں جنھیں جنگ سے دلچسپی نہیں ہوتی زیادہ بہتر رہتی ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس کو نظر انداز کرنا سخت غلطی ہوگی۔ پس یہ بہت ممکن ہے کہ امن پسند قومیں اپنی عدم تیاری کی وجہ سے ایک روز پھر حملہ آور قوموں سے دوچار ہو جائیں تاوقتیکہ وہ جارحانہ اقدام کی خاص تدابیر اختیار نہ کریں۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ جرمنی کے تازہ اقدام کو روکنے کے لئے ہمارے پاس کیا ذرائع ہیں۔ اگر حملہ ہو جائے تو اس کو ابتدا ہی میں کچلنے کے کیا طریقے ہیں۔ کیا ایسے ذرائع موجود ہیں؟ حملہ آور قوموں کو بے ہتھیار کرنے کے علاوہ اور بھی ذرائع ہیں۔ امن عالم کی حفاظت کے لئے ایک خاص ادارہ تشکیل دیا جائے جو امن پسند قوموں کے نمائندوں پر مشتمل ہو۔ ایسے ادارے کے تحت مسلح فوجیں ہوں جو جارحانہ اقدام کا انسداد کر سکیں اور حملہ آوروں کو سزا دے سکیں۔

یہ ادارہ جمعیت اقوام کی نقل نہ ہو جس کو جارحانہ اقدام روکنے کا کوئی حق حاصل نہ تھا اور نہ اس کے پاس ایسے ذرائع تھے۔ اس خاص مجلس کے پاس قانونی اور فوجی ہتھیار ہوں، وہ سب چیزیں ہونی چاہئیں جن کے ذریعہ جارحانہ اقدام کا انسداد اور امن کی حفاظت ہو سکے۔ ان امور پر مبنی

(بقیہ صفحہ ۱۲)

پروفیسر کوپ لینڈ کی اسکیم آزادیٔ ہند اور پاکستان دونوں کے منافی ہے

از

ڈاکٹر گنگا دھر ادھیکاری

پاکستان اس وقت ہندوستان کا بڑا اہم مسئلہ بن گیا ہے۔ اس مسئلے پر غور کرتے وقت عام طور سے ہمارے ذہن کے سامنے دو صورتیں رہتی ہیں یا اتحاد یا تقسیم۔ ہم سوچتے ہیں کہ یا ہندوستان میں ایک مرکزی وفاقی حکومت ہوگی جس کے مختلف صوبے خود مختار ہوں گے یا پھر ہندوستان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مختلف آزاد ریاستوں میں تقسیم ہو جائے گا لیکن ہم یہ بالکل بھول جاتے ہیں کہ ہندوستان میں ایک تیسری طاقت بھی موجود ہے جو اس وقت ہمارے ملک پر قابض ہے اور اپنے منصوبے الگ بنا رہی ہے۔ اس کے جدید ترین منصوبے کا نام کوپ لینڈ اسکیم ہے۔ یہ اسکیم ہندوستان کے جذبۂ آزادی اور پاکستان کے جائز مطالبے کی توہین ہے اگر کانگریس اور لیگ نے باہمی سمجھوتہ کر کے اپنا متحدہ محاذ نہ بنایا تو برطانوی سامراج اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کے لئے ہندوستان کے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گی کہ نہ ہمیں پاکستان ملے گا نہ آزادی۔

کچھ دنوں پہلے جناح گاندھی بات چیت کی ناکامی کے بعد سے ہندوستان دو بڑے گروہوں میں تقسیم ہو گیا ہے اور دونوں گروہوں کے درمیان اس مسئلے پر بحث جاری ہے کہ ہندوستان متحد رہے گا یا منقسم۔ یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کو غلط سمجھ رہے ہیں اور الزام دیتے ہیں۔ کانگریسی کہتے ہیں کہ مسٹر جناح ہندوستان کے اتحاد کے بالکل مخالف ہیں اور ہندوستان کے ٹکڑے کرنا چاہتے تھے اس لئے سمجھوتہ نہیں ہو سکا۔ اس کے جواب میں مسلم لیگی برادران کہتے ہیں کہ مسٹر جناح مسلمانوں کے اس جائز مطالبے کے حامی تھے آزادی کو سستا بنا رہے ہیں۔ لیکن گاندھی جی نے اس جائز مطالبے کو ٹھکرا دیا اور مسلم لیگ کے ساتھ متحدہ محاذ نہیں بنایا۔

ہم ایک دوسرے کو الزام دینے میں اتنے مشغول ہیں کہ معمولی سی حقیقتیں بھی نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہیں کہ ملک کے سامنے سوال یہ نہیں ہے کہ ہندوستان میں صرف ایک ریاست رہے گی یا کئی آزاد ریاستیں ہوں گی۔ یہ دونوں صورتیں ہمارے سامنے نہیں ہیں بلکہ ایک ہی مسئلے کے دو پہلو ہیں مسئلہ ہند مسلم اتحاد کا مسئلہ ہے۔

عوامی حل یا سامراجی حل۔ اصل سوال یہ ہے کہ ہم اس مسئلے کا کوئی ایسا عوامی حل تلاش کر سکیں گے جو آزادی حاصل کرنے کے لئے کانگریس لیگ اتحاد کی بنیاد بن سکے یا ہم اس کا عوامی حل نہیں نکال سکیں گے اور سامراجیوں کو اس کا موقع دیں گے کہ وہ اپنی کوئی اسکیم ہمارے سر تھوپ دیں۔

اس مسئلے کے عوامی حل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم اپنی آزادی حاصل کر لیں گے اور ملک میں مختلف آزاد ریاستوں کا برادرانہ اتحاد قائم ہو جائے گا لیکن سامراجی حل یہ ہوگا کہ ہندوستان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس پر برطانوی سامراجی اجارہ داری قائم رکھی جائے گی۔ ہمارے ملک کے سامنے اس وقت یہی دو صورتیں ہیں عوامی حل یا سامراجی حل۔

اگر ہم متحد ہو کر اپنا دستور اساسی بنانے میں پیش قدمی نہیں کرتے ہیں اور ایک آزاد جمہوری ہندوستان کی تعمیر کی بنیادیں نہیں ڈالتے ہیں تو ہمیں برطانوی سامراج کی طرف سے ایک نیا کمیونل اوارڈ کا تحفہ پیش کیا جائے گا۔ ۱۹۳۲ء میں جب [illegible] سمجھوتہ نہیں ہو سکا تو سامراجیوں نے ہمارے سر کمیونل اوارڈ منڈھ دیا۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس اوارڈ سے مسلمانوں اور اقلیتوں کے مطالبات پورے ہو گئے۔

کمیونل اوارڈ نے یہ ضرور کیا کہ ان صوبوں میں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں ان کی اکثریت کو قانونی طور سے تسلیم کر لیا۔ انہیں علیحدہ ووٹ کا بھی حق مل گیا۔ لیکن اقلیتوں کی حفاظت کے بہانے سے ۱۹۳۵ء کے نئے قانون نے برطانوی سامراجی اجارہ داری کو صوبوں اور مرکز میں قائم رکھا۔

اگر ہم اپنی اس کوشش میں ناکام ہو گئے تو برطانوی سامراج ایک نئے دستور اساسی کا طوق ہماری گردنوں میں ڈال دے گا۔ وہ ایک غلام اور تباہ حال ہندوستان کا دستور اساسی ہوگا۔ سر کرپس اور کوپ لینڈ نے اس مقصد کے لئے ایک دستوری اسکیم تیار کر لی ہے جو ہندوستان کے جذبۂ آزادی اور پاکستان کے جائز مطالبے کی توہین ہے۔

آیئے ذرا کرپس کی تجویز کا جائزہ لیں۔ کانگریس سے کرپس صاحب یوں مخاطب ہوتے ہیں کہ "آپ آزادی حاصل کرنا اور مجلس دستور ساز بنانا چاہتے ہیں! اچھے ہم آپ کی یہ آرزو پوری کئے دیتے ہیں۔ جنگ کے بعد نئے صوبجاتی الکشن ہوں گے اور ہر صوبائی اسمبلی اپنے اپنے ہاں سے مجلس دستور ساز کے لئے ممبر منتخب کرے گی۔ اس مجلس میں رجواڑوں کے نمائندے بھی شریک ہوں گے۔ اس طرح جو دستور اساسی بنے گا وہ برطانیہ اور ہندوستان کے درمیان صلح نامے کی بنیاد ہوگا۔ پھر ہندوستان برطانوی کامن ویلتھ کا آزاد اور مساوی ممبر ہوگا۔ اور اس کو یہ حق حاصل ہوگا کہ جب چاہے کامن ویلتھ سے الگ ہو جائے" یہ ہے کرپس کی بخشی ہوئی آزادی اور مجلس دستور ساز کی حقیقت۔

اب ذرا سنئے کہ لیگیوں سے کرپس صاحب کیا فرماتے ہیں "اچھا آپ مرکزی مجلس دستور ساز کو پسند نہیں کرتے! آپ کو ڈر ہے کہ نئے دستور اساسی سے ہندوؤں کو غلبہ حاصل ہو جائے گا! لیجئے ہم اس مسئلے کو بھی حل کر دیتے ہیں۔ مسلم اکثریت کے صوبوں کو حق علیحدگی حاصل ہوگا۔ یہ صوبے خود اپنی مجلس دستور ساز منتخب کر سکتے ہیں اور مرکز کی حکومت سے علیحدہ سمجھوتہ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ ہندوستان سے الگ ہو کر دو تین یونین یا آزادی حاصل کر سکتے ہیں"۔

لیکن ابھی دیسی ریاستیں اور رجواڑے باقی ہیں ان کے متعلق کرپس صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ "آپ مجلس دستور ساز میں اپنے نمائندے بھیج سکتے ہیں۔ اگر آپ نئے دستور اساسی سے متفق نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم اپنے مخصوص اختیارات استعمال کریں گے تاکہ آپ کے حقوق پامال نہ ہونے پائیں۔ ہم آپ کو نئے نظام کے بہتر شرائط پیش کر سکتے ہیں"۔

کرپس تجویز کی اصل حقیقت کو کانگریس اور لیگ دونوں نے سمجھ لیا تھا اسی لئے انہوں نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔

ہمیں کرپس تجویز کے بعد ہی یہ سبق سیکھ لینا چاہیے تھا کہ اگر ملک کی دو بڑی جماعتیں کانگریس اور لیگ متحد ہو کر جمہوری تحریک کے دھارے کو تقویت نہیں پہنچاتیں تو جوا توڑنے اور آزادی حاصل کرنے کے بجائے ہمیں اپنی گردنوں میں انگریزی غلامی کا ایک نیا طوق پہننا پڑے گا۔ برطانیہ ہمارے سر ایک نیا قانون تھوپ دے گا جس سے ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں کے مسائل اور بھی زیادہ الجھ جائیں گے۔ ہندوستان اور پاکستان دو آزاد برادرانہ ریاستیں نہ ہوں گی بلکہ ایک دوسرے کے خون کی پیاسی۔ ظاہر ہے کہ اس سے سامراج کو فائدہ پہنچے گا اس کے علاوہ ہندوستان میں رجواڑوں کی دیسی ریاستیں بھی باقی رہیں گی جو سامراجی سازشوں کا گہوارہ ہوں گی۔

کوپ لینڈ کی اسکیم

اب اس تجویز نے پروفیسر [illegible] کوپ لینڈ کی اسکیم کی شکل اختیار کر لی ہے۔ پروفیسر صاحب نے سات حصوں کی ایک ضخیم عالمانہ کتاب تحریر فرمائی ہے اس کا نام ہے "ہندوستان کا دستوری مسئلہ" انہوں نے بظاہر ایک محقق کا سا انداز تحریر اختیار کیا ہے لیکن ان کے پیش نظر برطانیہ کی وہ پالیسی ہے جو ہندوستان کے صحیح حالات سے ناواقف ہے [illegible]

باقی صفحہ (۹)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

ہوا تنقید

مسٹر پی ایس راؤ نے اپنی ایک کتاب میں جو کہ حال ہی میں شائع ہوئی ہے تحریر کیا ہے کہ "حلقہ وار" کی صحت بد مذاقی سے خلاف مدیران جو اخلاقی قرار داد [illegible] بد مذاقی ہے۔ یا وہ خود مدیروں کے فرائض کی آمد دار ہے۔ ...... ایک ایسے شخص پر حملہ کرنا جو جواب نہیں دے سکتا شاید صحافتی اخلاق کا کوئی جنبہ مہارت ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ [illegible] کا مکتب ہوتا ہے [illegible] جو سمجھتا ہوں کہ یا دوسرے ایڈیٹر اس الزام سے بری ہیں! ایک ایڈیٹر کی جو تعمد جگہ ہے دست کرنا صحافتی اخلاق کے ایک بنیادی اصول کا خون کرنا ہے۔

"تمام جنگ شو کر مرنے کے لئے ایک زریں سلامی [illegible] سازی کی خدمات حاصل کی گئیں۔" (آیک نمبرا)

اب تو ملکی لیگ ہی تیار [illegible] ضروری ہے۔ مولوی غلام احمد خاں صاحب وظیفہ یاب صوبہ دار و منصبدار کی کیا رائے ہے؟

ادارہ تربیت جنسی۔ ایک مقامی خبر کی سرخی۔

"جنسیات سے متعلق باشندگان بلدہ کی بیداری بہت دور رس مضمرات رکھتی ہے۔ ہم اس ادارہ کے عہدہ داروں سے قریب تر تعاون چاہتے ہیں۔ ہم یہ بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ جنسیات اور نفسیات پر لکھنے والے ارباب قلم کا کوئی شعبہ بھی اس ادارہ کے ساتھ وابستہ ہے یا نہیں؟" (پیام)

"جنسیات اور نفسیات پر لکھنے والے ارباب قلم" کے کسی شعبہ کی ضرورت ہی کیا ہے! "ملی سے ملوط" کا اگر ایک نسخہ اس ادارہ میں رکھ دیا جائے تو کافی ہے۔

سر تیج بہادر سپرو نے اعلان کیا ہے کہ فرقہ وارانہ سیاسی مسائل حل کرنے کے لئے ایک کمیٹی قائم کی جائیگی [illegible]

گاندھی جناح گفتگو کی ناکامی کے بعد غیر جماعتی لیڈروں نے اس اقدام کو سمجھنے کے لئے جب دیوان غالب سے رجوع کیا تو ہماری نظر اس شعر پر پڑی ہے

چاک مت کر جیب بے ایام گل
کچھ ادھر کا بھی اشارہ چاہئے

ڈاکٹر اشرف نے ایک طویل مضمون میں تحریر کیا ہے کہ:

"موجودہ جنگ عظیم کے بعد سے اسلامی ممالک کی حقیقی تعمیر سیاسی آزادی اور ان کے وجود سوویٹ روس سے وابستہ رہا ہے"

مگر یہ ارشاد نہیں ہوا کہ اس جنگ کے بعد ایران اور ترکی سے متعلق روسی سامراجیت کے کیا عزائم ہیں! جن پر کمیونسٹ تضادی پتے ہوا دینے لگے۔

ذخیرہ بازی، نفع اندوزی اور رشوت یہ تمام ایسے مخالف سماج سرگرمیاں ہیں جن پر حکومت اب تک قابو نہ پا سکی۔

(رعیت)

اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مخالف سماج سرگرمیوں کی باگ ڈور سیاسی لیڈروں کے ہاتھ میں ہے

حیدرآباد میں یوم ستیارتھ پرکاش منانے کی خبر پر پیام اس طرح تبصرہ کرتا ہے:

"معتمد صاحب آریہ پرتی ندھی سبھا شمال جنوب سے لڑنے ٹھکونے حیدرآباد کے لئے تلاش کرکے لاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کوئی ایسی گرما گرمی پیدا ہو جس میں اس جماعتی لیڈری کو چمکنے کا موقع ملے۔ ..... اگر یہ تحریک (یوم ستیارتھ پرکاش) کسی بہتر مقصد سے منسوب نہیں ہے تو بلا شبہ ایک فتنہ انگیز حماقت ہے۔"

اس کے ساتھ ہم نے اخباروں میں یہ خبر پڑھی کہ یوم ستیارتھ پرکاش کے جلسے میں مسٹر بی رام کشن راؤ اور مسٹر نرسنگ راؤ تقریر کریں گے تو ہمیں یقین ہو گیا کہ ان قوم پرست لیڈروں کی اس جلسے میں شرکت محض اس فتنہ انگیز حماقت کو پھیلنے سے روکنے کے لئے ہے ورنہ انہیں آندھرا کمیونسٹ پارٹی کے مقابلہ سے اتنی فرصت کہاں کہ اس طرح وقت ضائع کریں۔

معاصر قومی جنگ کی اطلاع ہے کہ:

"بمبئی کے مزدوروں نے ایک انقلابی مشاعرہ منعقد کیا۔ مشاعرے کی ساری فضا آزادی اور آزادی کے جذبے سے سرشار تھی۔ گاندھی اور جناح کو مزدوروں کا صرف ایک ہی انقلابی پیام تھا جس کی ترجمانی ایک شاعر نے کی۔"

حصول آزادی کا کتنا آسان نسخہ ہے۔ جو محکوم ملک آزادی حاصل کرنا چاہتے اس کو دو چار مشاعرے منعقد کرنے چاہئیں۔ ادھر محفل مشاعرہ آراستہ ہوئی ادھر آزادی کی دیوی آموجود ہوئی۔ اس مشاعرہ میں جس قسم کا کلام سنایا گیا اس کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

"سرمایت کی قبر پر دستور ہونا چاہئے"

گویا ترقی پسند ادیبوں کے نزدیک پروپگنڈہ کا نام شاعری ہے۔

ثقافتی امتحان کے عنوان کے تحت معاصر رعیت استفسار کرتا ہے کہ:

"ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو خلوص سے یہ باور کرتے ہیں کہ حیدرآباد ایک خود مختار ہونے کے باوجود مستقبل کے ہندوستان میں حیدرآباد کی ایسی ترقی کے امکانات موجود ہیں؟"

یہ کیا بوالعجبی ہے! ایک عرصہ تک معاصر موصوف یہ راگ الاپتا رہا کہ ہندوستان ایک قوم ہے۔ کیا اس ایک قومی نظریہ کو اب ترک کردیا گیا یا اس کو صرف مسلم لیگ کے خلاف استعمال کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے!

گزشتہ ہفتہ مجلس اتحاد المسلمین مجگر کے دو علیحدہ علیحدہ جلسے منعقد ہونے اور مجلس ضلع مجگر کے لئے دو صدر منتخب کئے گئے۔ ہر صدر نے مجلس کے متعلق پرکار بند [illegible] مخلصانہ خدمات انجام دینے کا عہد کیا۔ اس مسئلہ پر ترجمان ملت کا سکوت ذرا بھی تعجب خیز نہیں!

ہندوستان میں سیاسی تعطل کا حل باقی رہ

اخبار "مانچسٹر گارجین" کا تبصرہ

لندن ۱۰ر نومبر۔ "مانچسٹر گارجین" نے اپنی اشاعت امروزہ میں ہندوستانی ترقی کے عنوان سے ایک اداریہ رقم کیا ہے وہ لکھتا ہے۔

ہندوستان میں سیاسی تعطل کو حل کرنا بھی باقی ہے۔ سرکاری حکومت ملک کی معاشی ترقی کے منصوبوں کو نشر پورے طور پر شمار کی ہے۔ یہاں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ معاشی۔ لیکن یہ نتیجہ پر غور کرکے ہندوستان کی حکومت بنیادی کے مسئلہ سے دلچسپی نہیں ہو سکتے۔ جو حکومت ان منصوبوں کو عمل میں لائے گی اوس کو معاشی نظم ونسق کے وسیع اختیارات حاصل ہونا چاہیئے۔ اور اس کو جاری اصول اداروں کی تجارت اور سرمایہ لگانے پر اپنی نگرانی قائم کرنے کے لئے عوام کی تائید حاصل کرنے کے قابل ہونا چاہیئے۔ خیال کرنا مشکل ہے کہ جنگی ضروریات کے ختم ہو جانے کے بعد ہندوستان کی ترقی حکومت کے سوا کسی دوسرے ادارہ حکومت کو ایسی تائید حاصل ہو سکتی ہے۔ افلاس کا دباؤ تو ہر وقت رہتا ہے۔ اور ایک مکمل سیاسی معاہدہ ہونے تک معیار زندگی کو بلند کرنے کے منصوبے کو معرض التواء میں ڈال دینا غلطی ہوگی کسی قدر قیمتی سامان پہلے ہی کیا جا سکتا ہے اوس کا اندازہ ان مختلف منصوبوں سے ہوتا ہے جو بھی سیاسی جماعتوں نے تیار کئے ہیں اور جن میں سے بمبئی کا منصوبہ جیسے ہندوستانی صنعت کاروں نے ترتیب دیا ہے عام طور پر جاذب توجہ بن گیا ہے تعلیم وصحت کی خدمات کی عظیم توسیع اور اندرون ملک نقل وحمل کی ترقی کے منصوبوں کے علاوہ اس بات پر بھی عام طور سے اتفاق رائے کیا جاتا ہے کہ ہندوستانی صنعتوں کو وسیع پیمانہ پر ترقی دینا چاہیئے کسی معاشی ان تمام منصوبوں کے امکانات کا اندازہ لگانا مشکل ہے البتہ اس منزل پر پرزور الفاظ میں صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کو اپنے مستقبل کی پوری قوت کے ساتھ فکر کرنی چاہیئے اور غالباً یہ توقع بھی بیجا نہیں ہے کہ ہندوستان کو پوری قوت کے ساتھ فکر کرنی چاہیئے اور غالباً یہ توقع بھی بیجا نہیں ہے کہ ہندوستان میں مستقبل کے لئے ایک عام تشویش و اضطراب سے سمجھ کو ایک نیا احساس پیدا ہو جائے گا جو ممکن ہے کہ سیاسی تعطل پر بھی اثر ڈالے۔ اگر ہندوستان کو عظیم اقوام عالم کے درمیان اپنا مقام حاصل کرنا ہے تو سیاسی مایوسیوں کی وجہ سے اپنی تعمیری کوششوں کے جذبہ کو فنا نہ ہونے دینا چاہیئے۔" (ف۔ا۔پ)

سوویٹ روس کی خارجی حکمت عملی

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۳)

وہاں ختم کریں گے جنھوں نے جرمنوں سے لڑنے کا عظیم الشان کام انجام دیا ہے۔ سوویٹ روس کے باشندے اور سرخ فوج ان مسائل کو کامیابی سے حل کر رہے ہیں جو اس جنگ سے پیدا ہوئے ہیں۔ سرخ فوج نے اپنا فرض ادا کیا اور اپنی سرزمین سے دشمن کو نکال باہر کیا۔ ہمارا ملک ہمیشہ کے لئے جرمنی کے بربریت اثرات سے پاک ہو گیا۔ سرخ فوج متحدین کی فوجوں کے ساتھ مل کر اپنا آخری فرض (یعنی برلن کا سقوط قوتوں کا قلع قمع) ادا کر رہی ہے اور برلن پر فتح کا جھنڈا لہرائے گی۔

ساتویں نمائش مصنوعات مملکت آصفیہ کا افتتاح

سپاسنامہ

(ذیل میں اس سپاسنامہ کے اقتباسات درج کئے جاتے ہیں جسے پیش کرنے کی عزت نواب زین یار جنگ بہادر صدر نمائش کمیٹی نے حاصل کی۔)

آج اس مبارک موقع پر جبکہ آقائے ولی نعمت خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بنفس نفیس ساتویں نمائش مصنوعات مملکت آصفیہ کا افتتاح فرما رہے ہیں، جاں نثار اراکین مجلس نمائش و نمائشی کمیٹی اس کے اظہار پر فخر کرتے ہیں کہ اس نمائش نے جو ترقی کے سات منازل طے کئے ہیں وہ حضرت جہاں پناہی کی شاہانہ سرپرستی کا نتیجہ ہے۔

جہاں پناہ کا عہد ملک کی ترقی اور ترویج علم و کمال کے لئے سلطنت آصفی کا وہ زرین عہد ہے جسے دنیا ہمیشہ یاد رکھے گی جن میں سے یہ نمائش بھی ہے جس میں نہ صرف ملک کی صنعتی ترقی کے نمونے پیش کئے جاتے ہیں بلکہ دوسرے علمی اور آرٹی اداروں کے کارناموں کو بھی منظر عام پر لایا جاتا ہے۔ نمائش کا اہم ترین شعبہ شعبۂ مصنوعات ہے اس میں مملکت آصفیہ کی قدیم صنعتیں و نیز ایسی صنعتیں جن کی نشوونما اس مبارک دور شاہی میں ہوئی ہے پیش کی جاتی ہیں اور حضرت پیر و مرشد کے توجہات شاہانہ کی بدولت ان مصنوعات کی خرید و فروخت لاکھوں روپے کی مد تک پہنچ گئی۔

شعبہ مظاہرات

مصنوعات کیونکر تیار ہوتی ہیں خام اشیاء کو کس طرح کارخانوں میں مصنوعات کی شکل دی جاتی ہے اس کے اظہار کے لئے شعبہ مظاہرات بھی قائم کیا گیا ہے جہاں اہل حرفت اپنے اوزاروں کے ذریعہ عمل کو بتلاتے ہیں۔ غریب صناع اور دستکار خواتین اور وہ صناع جو اضلاع سے یہاں آتے ہیں ان کے لئے مرکزی ادارہ مصنوعات بھی قائم ہے اور اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ وہ اپنا ذاتی انتظام قائم کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس مرکز کے ساتھ ملک بھر کی مصنوعات کے لئے ایک بڑا کارخانہ مرکزی ادارہ کے زیر اہتمام قائم کیا جاتا ہے۔

حکومت سے متعلق تعلیمی، تہذیبی اور رفاہی ادارے بھی اپنی مساعی کی جانب اہل ملک کو متوجہ کرتے ہیں جن کے لئے اس سال ایک خاص احاطہ قائم کیا گیا ہے اور اس میں خود انجمن طیلسانین جامعہ عثمانیہ کے تحت علمی کارناموں کا ایک اسٹال قائم ہوا ہے اس اسٹال میں جامعہ عثمانیہ کے طلباء و طیلسانین کی تصانیف و تالیفات اور تراجم کو بھی رکھا گیا ہے۔ مصنوعات کے مجموعی نظارے اس نمائش میں سرکار کے مختلف سررشتوں کی ترقی ان کے اغراض و مقاصد اور ان کی افادیت کے اظہار کے لئے نمائش سے ایک شعبہ قائم ہوتا رہا ہے۔ علاوہ ازیں شہزادہ ولیعہد بہادر پرنس آف برار کے [illegible] سے جو رونق اور دلچسپی رہتی ہے اس کا اعتراف بھی ضروری ہے۔

معاشی کانفرنس

کل حیدرآباد معاشی کانفرنس کے انعقاد کا مقصد یہ ہے کہ ملک کی اقتصادی ترقی پر غور و فکر کیا جائے۔ گزشتہ سال اس کانفرنس کا آغاز حضرت والا شان ہز ہائینس پرنس آف برار دام اقبالہ کے پیام خوشنودی سے ہوا تھا اس سال حسب ذیل مباحث سے متعلق مقالہ جات اور تحریکات پیش کی جائیں گی۔

(۱) حیدرآباد کا نظام مالگزاری

(۲) حیدرآباد میں مزدوروں کے مسائل

(۳) حیدرآباد کے نئے معاشی منصوبہ بندی

(۴) حیدرآباد کا مسئلہ اغذیہ

(۵) موتیتی مسائل

مجلس نمائش کی رسمی امداد اور [illegible] بلدی [illegible] کے اہتمام میں شیر خوار بچوں کی صحت و تندرستی کے مد نظر "مظاہرہ اطفال" بھی کیا جاتا ہے پچھلے سال حضرت شہزادی [illegible] فرحت بیگم صاحبہ نے آخری یوم خواتین کے موقع پر تقسیم انعامات کی زحمت گوارا فرمائی تھی۔ توقع ہے کہ اس سال ہز ہائینس پرنسس آف برار دام اقبالہا انعامات تقسیم فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں گی۔

دنیائے نمائش

ابتدائے نمائش سے اراکین مجلس نمائش کے یہ ذہن نشین رہا ہے کہ محض سال میں ایک مرتبہ نمائش کو منعقد کر دینا کافی نہیں ہو سکتا بلکہ مجلس نمائش کو صناعوں سے گہرے روابط قائم کرنے کی ضرورت ہے اور ملک کی مصنوعات کی نکاسی نیز متعلقہ سامان خام کی بہم رسانی اور امداد و معلومات کی فراہمی [illegible] جس کے لئے پہلی نمائش کے بعد ایک ڈائرکٹری کی ترتیب شروع ہوئی جس کی اشاعت چوتھی نمائش کے موقع پر عمل میں آسکی۔ اس کے علاوہ ہر سال ہر اسٹال پر ایک [illegible] تعارف [illegible] دیا جاتا ہے۔ ایک سوال نامہ کے ذریعہ [illegible] سے صناعوں سے متعلق اطلاعات جمع کی جاتی ہیں۔ گزشتہ سال کارکنان نمائش نے اپنے ذاتی معاشوں کی بدولت بھی معلومات کا ایک اچھا ذخیرہ جمع کیا جو کتابی شکل میں "دنیائے نمائش" کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ محض نمائش اس مسئلہ کے حل کرنے کے لئے [illegible] کافی نہیں ہیں اس کے لئے [illegible] عالیشان [illegible] کی ضرورت اور توقع ہے کہ حکومت سرکار عالی کی [illegible] اس کی تکمیل ہو کر رہے گی۔

مرکزی ادارہ فروخت

گذشتہ نمائش کے موقع پر حضرت ظل سبحانی کا ارشاد ہوا تھا کہ "جن مصنوعات کی نمائش کی گئی ہے ان کے لئے اندرون و بیرون ملک ان کے فروخت کرنے کا انتظام کافی طور پر نہیں ہے اور اس غرض کی [illegible] نمائش کمیٹی اور محکمۂ متعلقہ دونوں کو مناسب انتظامات کرنا چاہئے" اس کو اراکین مجلس نمائش نے ہر وقت مشعل راہ [illegible] اور اس ارشاد کی روشنی میں ایک یادداشت شائع کی گئی جس میں حسب ذیل چار امور پر زور دیا گیا تھا۔

(الف) ارشاد شاہانہ کی تعمیل میں علماء و دیگر [illegible] کے اشتراک سے ملکی مصنوعات کی [illegible] اعانت [illegible] فروخت کے لئے ایک مرکزی ادارہ کا قیام۔ اس ادارہ کے مقاصد میں ایک "انڈسٹریل میوزیم" کا قیام بھی شریک [illegible]

(ب) مصنوعات اور صناعوں کے متعلق مکمل معلومات کی فراہمی۔

(ج) غریب صناعوں کی رقمی امداد و اعانت

(د) مجلس نمائش میں ایسے شعبہ کا قیام کہ جس میں صناعوں سے روابط قائم کر کے ان کی مشکلات کی طرف [illegible] مجاز کو متوجہ کیا جائے اور کار براری ہو۔

یہ ظاہر ہے کہ ان امور میں سب سے زیادہ اہمیت مرکزی ادارہ فروخت مصنوعات کے قیام کو حاصل ہے [illegible] اس نے مشترکہ سرمایہ کی ایک کمپنی کے قیام پر غور کیا [illegible] جو مختلف مراکز فروخت سے ربط قائم کرے گی۔ کمپنی کے قیام کے [illegible] نے جو یادداشت مرتب ہوئی ہے اس پر [illegible] تجارت و حرفت سے سرکاری اشتراک عمل کی بابت [illegible]

شاہانہ سرفرازی

حضرت اقدس و اعلیٰ کی نمائش میں رونق افروزی کارکنان نمائش پر ایسی سرفرازی ہے جس کی نظیر [illegible] کی جا سکتی جس کے لئے وہ بجا طور پر فخر کرتے ہیں [illegible] خوش نصیبی پر ناز کرتے ہیں۔ رعایا آقا کی [illegible] شاہانہ ہیں جن کو تاریخ دکن میں ممتاز حیثیت حاصل [illegible] آج دنیا زندگی کی [illegible] ناخوشگوار [illegible] سے گذر رہی ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس [illegible] کی سلطنت آصفی کے [illegible] میں بسنے والے نہایت [illegible] و اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔

پروفیسر کوپ لینڈ کی اسکیم آزادی ہند اور پاکستان دونوں کے منافی ہے

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

مسائل کے خدوخال کافی مسخ کر کے پیش کئے ہیں۔

پروفیسر کوپ لینڈ کے تجزیئے کے مطابق کانگریس میں اب تک جو ترقی ہوئی ہے وہ ہندو سرمایہ داروں کے مفاد کی ترقی ہوئی ہے جو انگریزوں کو نکال کر پورے ہندوستان پر غلبہ حاصل کر لینا چاہتے ہیں۔

کوپ لینڈ کی نظر میں مسلم لیگ کی ترقی مسلمانوں کی سیاسی بیداری اور جذبۂ آزادی کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اس کے بجائے مسلمان اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کے خواب دیکھ رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہندوؤں کا غلبہ نہ ہونے پائے تاکہ کھوئی ہوئی سلطنت دوبارہ حاصل کی جا سکے۔

کوپ لینڈ کو ہندوستان نہ تو زبردست تحریک آزادی نظر آتی ہے جو کانگریس کی تقویت کا باعث ہے اور نہ مسلمانوں کی بیداری نظر آتی ہے جو اپنے وطنی خطوں میں آزاد ہو کر انسانوں کی سی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔

پاکستان کی تحریک کے متعلق کوپ لینڈ کا یہ خیال ہے کہ وہ غرور اور خوف کا نتیجہ ہے غرور اس لئے کہ مسلمان اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کے خواب دیکھ رہے ہیں اور خوف اس لئے کہ آزاد ہندوستان میں ہندوؤں کے چھا جانے کا اندیشہ ہے۔ کانگریس کی تحریک ان کے نزدیک انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کی سازش اور لیگ کی مخالفت ہے۔

کوپ لینڈ نے پاکستان کو جو معنی پہنائے ہیں ان سے محبان وطن کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پاکستان محض مسلم سلطنت کا خواب ہی نہیں ہے بلکہ اس میں اتحاد اسلامی (پان اسلام ازم) کا خیال بھی پوشیدہ ہے۔ کوپ لینڈ نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ممکن ہے کہ پاکستان "معاہدہ سعد آباد" میں "ترکی" "ایران" "عراق" اور "افغانستان" کے ساتھ شریک ہو جائے۔ پروفیسر کوپ لینڈ صاحب نے اپنی سامراج پرستی میں اس حقیقت کو بالکل نظر انداز کر دیا کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے وطنی علاقوں کی آزادی کے مطالبے کے ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ ہندوستان سے دوستانہ تعلقات بھی رکھیں اور دونوں برادرانہ طور سے امن و امان کی زندگی بسر کریں۔ رہا پان اسلام ازم کا ہوا تو اس کی تردید مسلم لیگ کے لیڈر بار بار کر چکے ہیں۔ پروفیسر کوپ لینڈ نے حقیقت سے نظر انداز کر دی کہ ہندوستانیوں میں پھوٹ ڈال کر ان پر حکومت کرنا انگریزی سامراجیوں کا پرانا ہتھکنڈا ہے۔

پاکستان کی مسخ شدہ صورت۔ ان سامراجی پروفیسر صاحب نے پاکستان کی حد بندی بھی کر دی ہے۔ ان کی تقسیم کے مطابق شمال مغربی پاکستان انبالہ ڈویژن کو چھوڑ کر پورے پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ پر مشتمل ہوگا۔ اور شمال مشرقی پاکستان بردوان ڈویژن کو چھوڑ کر پورے بنگال اور آسام پر مشتمل ہوگا۔

اس کے بعد وہ فرماتے ہیں شمال مغربی پاکستان کی تشکیل میں سکھ سب سے بڑا روڑا ثابت ہوں گے اور اگر ان کے ساتھ سختی کی گئی تو "خانہ جنگی" ہو جائے گی۔ اسی طرح بنگالی ہندو شمال مشرقی پاکستان میں گھلنے کو شامل نہیں ہونے دیں گے۔

اس رجعت پرست ماہر سیاست کے نزدیک گویا اس کا امکان ہی نہیں ہے کہ کانگریس اور مسلم لیگ ان مسائل یہاں علاقوں کے باشندوں کی مدد سے بخوبی طے کر سکیں اور سرحدوں کا مسئلہ آسانی سے طے ہو سکتا ہے۔

ابھی نہیں تک کوپ لینڈ صاحب کے خیال میں اس کے بعد بھی جو پاکستان بنے گا وہ اس قابل نہیں ہوگا کہ آپ اپنی حفاظت کر سکے۔ اس کو ثابت کرنے کے لئے انھوں نے موجودہ بجٹ کے اعداد و شمار بھی پیش کئے ہیں لیکن کیا پاکستان اور ہندوستان دفاع کے لئے ایک دوسرے کی مدد نہیں کریں گے؟ اس کے متعلق کوپ لینڈ کا خیال ہے کہ یہ قرین قیاس نہیں کہ ہندو مسلمانوں کے دفاع کا بار اٹھائیں گے۔ اس پر انھوں نے خوب تشکیل آفرینی کی ہے کہ اگر ہندوستان کی تقسیم ناگزیر ہوگی تو خانہ جنگی ہونے کے بہت امکان ہیں۔

کوپ لینڈ کو یقین ہے کہ ہندو اور مسلمان اپنے مسائل خود کبھی طے نہیں کر سکیں گے۔ ہندوستان میں ایک واحد مرکز کا قیام ممکن نہیں ہے۔ پاکستان بننے سے باہمی اختلافات اور کشاکش بڑھ جائے گی۔ پاکستان کمزور ہوگا اور ہندوستان بھی ٹکڑے ہو جانے کے بعد بے بسی کا شکار ہوگا۔

مخلصوں کی غلط بینی

بہرحال پروفیسر کوپ لینڈ کو اتنی کامیابی ضرور حاصل ہوئی کہ انھوں نے پاکستان کے بہت سے مخلص حامیوں کو دھوکا دیا اور بہت سے لوگ کوپ لینڈ کو غیر جانبدار سمجھ کر ان کی کتاب سے پاکستان کی مخالفت میں اقتباسات استعمال کرتے رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے مخلص غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کا مطالبہ برطانوی حکومت کا ہتھکنڈا ہے۔ اگر مخلص محبان وطن نے جلد ہی یہ محسوس نہ کیا کہ پاکستان مسلم عوام کا مطالبہ آزادی ہے اور سامراج اس سے اتنی ہی نفرت کرتے ہیں جتنی آزادی سے تو اتحاد کی راہ میں بڑی مشکلیں پیدا ہو جائیں گی۔

اگر کوپ لینڈ کی اسکیم کا ذرا سا اور جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ پاکستان مسلم عوام کا مطالبہ آزادی ہے۔ کوپ لینڈ کی اسکیم کے مطابق پاکستان مسلم لیگ اور کانگریس کے باہمی سمجھوتے اور اتحاد سے قائم نہیں ہوگا بلکہ اوپر سے عوام کے سروں پر تھوپا جائے گا۔ کوپ لینڈ صاحب فرماتے ہیں کہ جو لوگ پاکستان یا ہندوستان کسی کے ساتھ رہنے کو تیار نہیں ہوں گے۔

اگر سوشلزم اور قومی پاکستان کی بنیاد پر تحفہ نہیں رہے اور پاکستان اور ہندوستان کے درمیان برادرانہ تعلقات قائم نہیں ہوں گے۔ تو سامراجی ہندوستان کو کس طرح ٹکڑے ٹکڑے کریں گے کہ آزاد پاکستان اور آزاد ہندوستان کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔ پروفیسر کوپ لینڈ صاحب اس سے پہلے ایک اور ملک کی تقسیم کی سامراجی اسکیم تیار کر چکے ہیں یہ تقسیم فلسطین کی اسکیم تھی جہاں کے عرب اور یہودی مساوات اور حق خود اختیاری کی بنیاد پر متحد ہو سکتے تھے۔ اور اپنے ملک کو سامراجیوں کے پنجے سے نہیں چھڑا سکتے تھے اسی لئے برطانوی سامراجیوں کو یہ سوجھ ملا کہ انھوں نے فلسطین کمیشن مقرر کر کے تقسیم فلسطین کی ایک اسکیم تیار کر دی اس کمیشن کے ایک اہم رکن پروفیسر کوپ لینڈ صاحب تھے جنھوں نے اپنے پچھلے تجربے کا فائدہ اب یہاں ہندوستان کے خلاف استعمال کیا ہے حالانکہ کوپ لینڈ کی فلسطین اسکیم پر عمل نہیں ہو سکا لیکن فلسطین کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہو سکا ہے۔ اسی طرح کوپ لینڈ کی ہندوستان کے متعلق جو اسکیم ہے وہ بھی ناکام ثابت ہوگی اور ہندوستان کا مسئلہ یہاں کی قوموں کے باہمی اتحاد اور مفاہمت سے حل کیا جائے گا۔

ممالک محروسہ میں گھریلو صنعتوں کا فروغ

نئی اسکیموں کی منظوری

ایک زمانہ تھا کہ ہندوستان گھریلو صنعتوں کا گھر مشہور تھا۔ ان صنعتوں کی بدولت جو چیزیں پیدا ہوتی تھیں ان کے حسن صناعی اور دستکاری کا بہترین نمونہ ہوتی تھیں۔ مثال میں ڈھاکے کا ململ، بنارسی ساڑی وغیرہ کو دیکھ کر معلوم کیا جا سکتا ہے۔ یہ چیزیں عالمگیر شہرت رکھتی تھیں اور نفاست کی نظیر نہیں رکھتی تھیں۔ لیکن جیسے جیسے زمانہ بدلتا گیا اور مشینوں کا عروج ہوا تو ہندوستان بھی آہستہ آہستہ اس انفرادی خصوصیت کو کھونے لگا جو اس کو حاصل تھی۔ ممکن ہے کہ یہ عارضی حالت ہو لیکن یہ واقعہ ہے کہ صناعی و دستکاری سے تیار کی ہوئی خوشنما اشیاء کی مانگ میں کمی آگئی۔

ہماری حکومت نے اس دور اندیشی سے کام لے کر ممالک محروسہ کی چھوٹے پیمانے کی دستکاریوں اور گھریلو صنعتوں کی نہ صرف حفاظت کی بلکہ ان کو ترقی دینے میں جو دلچسپی لی ہے اس پر وہ بجا طور سے شکریہ کی مستحق ہے کیونکہ حکومت کی اسی توجہ کی بدولت ان میں سے بعض صنعتیں مشین سے بنی ہوئی اشیاء کے شدید مقابلے کے باوجود اپنا وجود برقرار رکھنے کے قابل ہو گئیں۔ حضرت اقدس و اعلیٰ کی پالیسی اصولی طور پر یہ رہی ہے کہ بڑے اور چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کے درمیان ایک خوشگوار تعلق قائم ہو جائے اور گھریلو صنعتوں کو دوبارہ ان کے موقف پر لایا جا سکے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ یہاں بعض صنعتوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا اور مقامات پر پہنچ چکا ہے اور وہ زوال و انحطاط کے اس نقطے پر پہنچنے سے بچ گئیں جو ہندوستان کے دوسرے حصوں میں دیکھا گیا ہے۔

فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم کا محکمہ صنعت کو فروغ و ترقی دینے کی پالیسی کی مطابقت میں، عام اس سے کہ بڑے پیمانے کی صنعت ہو یا چھوٹے پیمانے کی، نہ صرف اس جدوجہد میں مصروف ہے کہ بڑے پیمانے کی زیادہ اہم صنعتوں کے لئے تربیت یافتہ صناع تیار کرے بلکہ چھوٹے پیمانے کی اور گھریلو صنعتوں کے لئے بھی ماہر کاریگروں کو تربیت دے۔ سررشتہ نے رنگنے کی صنعت، نگینہ تراشی، اور بنارسی ساڑی بافی جیسی چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو دوبارہ فروغ دینے کی چند اسکیمیں منظور کی ہیں۔

رنگسازی کی صنعت

غالباً لوگوں کو یہ اچھی طرح معلوم نہیں کہ ممالک محروسہ میں ایک زمانہ میں رنگنے کی صنعت چھوٹے پیمانے پر موجود تھی۔ ان دنوں یہ صنعت بہت مقبول تھی لیکن تھوڑے دن بعد تقریباً ناپید ہو گئی۔ اب اسے دوبارہ ترقی دینے کی تجویز ہے اور اس مقصد کے لئے حکومت نے ایک اسکیم منظور کی ہے۔ اس اسکیم میں ان لوگوں کو جو رنگنے اور ہاتھی دانت کی صنعت میں تربیت حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں وظیفے دئے جانے کی تجویز بھی شامل ہے چونکہ یہاں ان کو سکھانے کے لائق معلم پیدا نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس لئے صرف عارضی مدت کے لئے بیرون ملک سے ماہرین کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں۔

رنگنے سے بہت سی آرائشی اور سجاوٹی اشیاء بنائی جا سکتی ہیں۔ یہ حقیقت ان تجربات سے واضح ہو گئی ہے جو مرکزی مدرسہ فنون لطیفہ و دستکاری میں انجام دئے گئے ہیں۔

سردست یہ اسکیم تین سال کے لئے منظور ہوئی ہے اور اس پر تخمیناً (۳۰،۰۰۰) روپے صرف ہوں گے۔

نگینہ سازی کی صنعت

مملکت حیدرآباد قدیم زمانے سے جواہرات کے علاوہ نیم قیمتی پتھروں کے مخزن کی حیثیت سے بھی بہت مشہور ہے جو اپنے تنوع اور رنگ و روغن کے انتہائی حسن میں نمایاں امتیاز رکھتے ہیں۔ تاریخی مقامات پر جو کھدائیاں ہوئی ہیں ان سے اس واقعہ کا اظہار ہوتا ہے کہ یہ پتھر قدیم زمانے میں بھی زیورات اور دوسری آرائشی چیزیں بنانے کے لئے استعمال ہوا کرتے تھے۔ یہ پتھر ورنگل، [illegible] آباد اور گلبرگہ کے اضلاع میں بکثرت پائے جاتے ہیں اور ان سے ممالک محروسہ میں نگینہ سازی کی صنعت کے فروغ پانے کی اچھی توقعات وابستہ ہیں۔

سررشتہ تعلیم صنعت و حرفت نے تخمیناً (۲۰۰۰۰) روپے کے صرفے کی ایک اسکیم صنعت نگینہ سازی کی ترقی کے لئے کاریگر تیار کرنے کی غرض سے تیار کی ہے۔ توقع ہے کہ یہ کاریگر انگوٹھیاں، بٹن، گلدان اور سگریٹ ہولڈر جیسی ارزاں اور مقبول عام اشیاء تیار کرنے میں ان نیم قیمتی پتھروں سے کام لیا کریں گے۔

بنارسی پارچہ بافی کی صنعت

دستی کرگھوں پر کپڑا بننے کی صنعت کا شمار ہندوستان کی بہت ہمہ گیر اور قدیم صنعتوں میں رہا ہے۔ ایک زمانے میں ڈھاکے کی ململ اور بنارس کی ساڑی کی وجہ سے ہندوستان نہایت دور دراز ملکوں تک مشہور تھا۔ بازار میں مشین سے بنے کپڑے کی آمد سے ان صنعتوں کو بہت کچھ نقصان پہنچا ہے اور ان کے بالکل معدوم ہو جانے تک کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ بنارسی صنعتوں کو بچانے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ ان میں ایسی اصلاحات کی جائیں جو انہیں مشین سے بنے ہوئے کپڑے کی حریفانہ دوڑ سے دور رکھیں۔ بنارسی کپڑے کی متعدد اقسام ہیں مثلاً کمخواب، تار بانا، مشجر، کمخواب، والا پوت، جامہ وار، جیٹھ پوت، جامدانی، المئی وغیرہ جن میں قابل لحاظ اصلاحات کی جا سکتی ہیں۔ حکومت نے دستی کرگھوں پر پارچہ بافی کی صنعت کو عام طور سے ترقی دینے اور بنارسی پارچہ بافی کو ممالک محروسہ میں منفعت بخش صنعت کی حیثیت سے رواج دینے کے خیال سے سررشتہ تعلیم صنعت و حرفت کی ایک اسکیم منظور کی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ مدرسہ فنون لطیفہ و دستکاری کے چیدہ چیدہ طلبا کو بنارسی پارچہ بافی کی صنعت سکھائی جائے۔ اس کام کے لئے ایک ماہر فن کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں تاکہ اس مدرسے کے شعبہ پارچہ بافی کی نگرانی اس کے تفویض ہو سکے۔ جو طلبا تربیت کے لئے منتخب کئے جائیں گے انہیں سہ سالہ مدت تعلیم میں فی کس [illegible] روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔ اس مدت کے اختتام پر انہیں اس صنعت کو مزید ترقی دینے کے لئے کافی معلومات حاصل ہو جائیں گی۔

یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ہر سال حکومت میں (۲۵) سے (۳۰) لاکھ روپے تک کی قیمت کا بنارسی کپڑا جس کی مقبولیت شہر و اطراف کے ملک میں [illegible] درآمد ہوتا ہے۔ اگر صرف دس بارہ لاکھ روپے کی قیمت کا بھی مقامی طور پر تیار ہونے لگے تو اس سے نہ صرف ایک نئی منفعت بخش صنعت کی داغ بیل پڑ جائے گی بلکہ بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ مملکت کے تقریباً (۲۵۰) خاندانوں کی روزی طمانیت بخش طریقے پر محفوظ ہو جائے گی۔

نحاس پاشا کے عہد وزارت کی بدعنوانیوں کی تحقیق

قاہرہ ۔ ۲۱ ۔ نومبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ پچھلی مصری حکومت میں مصطفیٰ نحاس پاشا کے عہد وزارت کے معاملات کی تحقیقات کی جائے گی۔

بعض وزراء کے خلاف خاص الزامات یہ ہیں کہ انہوں نے اپنے عزیزوں کے ساتھ بیجا رعایتیں کیں اور بے جا طور پر قومی روپیہ صرف کیا۔

وزیر مالیات کرم عبید پاشا اس بات پر بہت اصرار کر رہے تھے کہ یہ تحقیقات کی جائے۔ وہ خود بھی وفد پارٹی کے رکن رہ چکے ہیں مگر ان کی پارٹی سے علیحدگی کے بعد ان کی "بلیک بک" خفیہ طور پر شائع کر دی گئی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے وفد جماعت کے خلاف الزامات لگائے تھے کہ اس نے عوام کے روپیہ کو بیجا استعمال کیا ہے۔

نحاس پاشا نے ان الزامات کی جو بڑی [illegible]

...میں انگلستان گئے ہیں کئے بندوں تردید کی تھی۔

ان چار پارٹیوں نے جو مصر پاشا کی متحدہ حکومت میں شامل ہیں فیصلہ کیا ہے کہ وہ مصر کے آئندہ والے انتخابات میں ایک بلاک بنا کر انتخابات لڑیں گے وہ اپنے حلقہ انتخابات اس طریقہ سے مقرر کریں گی کہ امیدوار ایک دوسرے کے مقابل نہ آسکیں۔

مصر پاشا نے اعلان کیا ہے کہ انتخابات آزادانہ طریقہ سے ہوں گے۔ مطلب یہ کہ انتخابات اب تک آزادانہ طریقہ سے نہیں رہے تھے۔

انھوں نے مدیروں اور صوبائی گورنروں کو ایک تار طلب کیا ہے ان سے مطالبہ کیا ہے کہ ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے خاص احتیاطی تدابیر اختیار کریں خصوصاً انتخابات کے دوران میں۔

اس کے ساتھ ساتھ اس ضرورت پر بھی زور دیا گیا ہے کہ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ملک بھر میں رسد اچھی طرح تقسیم کی جائیں۔

مصر میں راشن بندی کی قیود سے آزاد ہو کر سفت بنی کا تیل تقسیم کرنے کی تدابیر ہو رہی ہیں۔

اعلان بالفور کی سالگرہ۔!
عربوں کے احتجاجی مظاہرے۔ بیت المقدس ۳۲

۳۲۔ ۱۱ر نومبر اعلان بالفور کی سالگرہ کے موقع پر فلسطین اور لیوانت کے تمام مقامات پر صیہونیت کے خلاف کئی احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔ بیروت، یروشلم، اور بیت المقدس میں مظاہرے ہوئے ان مقامات پر تحادی سفارت خانوں کو ایسے بیانات روانہ کئے گئے جن میں خصوصیت کے ساتھ امریکی لیڈروں کے ان اعلانات پر احتجاج کیا گیا ہے جو انھوں نے صیہونیت کی حمایت میں دئیے ہیں۔ لبنان کی صیہونیت کی مخالف جماعتوں کی فیڈریشن کے ایک جلسہ میں جارحانہ صیہونیت کے خلاف ایک تجویز احتجاج منظور کی گئی ہے۔

بڑی حکومتوں کے نواب اقتدار اور عربیہ بادشاہوں کے پاس جو احتجاجی یادداشتیں بھیجی جائیں گی ان میں اعلان کیا گیا ہے کہ یہ جلسہ جارحانہ صیہونیت اور اس کے مددگاروں کے خلاف جو اپنے ذاتی مفاد کے حصول کے لئے ایک مقدس ملک کو اکھاڑہ بنانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

اشتہار

حضور کی دیوان مرتبہ محکمہ نظامت عدالت دیوانی ضلع عثمان آباد

نمبر مقدمہ (۱۲۴۹ ۳ اپیل اصرف) بامکلس پنڈت جگناتھ راؤ بی اے ال ال بی۔ ناظم عدالت

پیراج ولد کرشن قوم مارواڑی ضلع عثمان آباد عمر ۴۰ سالہ پیشہ بیوپار ساکن عثمان آباد۔ ڈگری دار

بنام (۱) بنسی لعل و (۲) چنگن لعل ولدان کشن لعل قوم مارواڑی عمر ۳۲ و ۲۰ سالہ یا نشان بولایت اور حقیقی بیرکو بانی زوجہ کشن لعل ساکن جیپے گاؤں تعلقہ پارسی علاقہ خلعت دار ہیدوان۔

دعویٰ ... اجرائی ڈگری

بنام بنسی لعل و چنگن لعل ولدان کشن لعل قوم مارواڑی عمر ۳۲ و ۲۰ سالہ یا نشان بولایت اور حقیقی بیرکو بانی زوجہ کشن لعل ساکن جیپے گاؤں تعلقہ پارسی علاقہ خلعت دار ہرگاہ کہ ڈگری دار نے بمقدمہ نمبر ۱۲۰۵ اجرائی ۱۳۵۴ف تمہارے مقابلہ درخواست اجرائی ڈگری زرنقد (... روپیہ) عدالت ہذا میں دائر کی چنانچہ عدالت ہذا سے اس کے قبل تمہارے نام متعدد بار سمن اجرا کئے گئے مگر تم تعمیل سمن کے لئے روپوش رہے لہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ بتاریخ بیستم اسفندار سنہ ۱۳۵۵ف بوقت ۱۱ بجے عدالت ہذا میں حاضر ہو کر مقدمہ مذکور کی پیروی کرو بصورت عدم حاضری تمہارے حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی اور پھر کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ نیز تم کو اجرائی مقدمہ مذکور کے وجوہات کے متعلق بھی کوئی عذر ہو تو پیش کرو۔ آج بتاریخ ۱۱ر آذر سنہ ۱۳۵۴ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ مہر دستخط ناظم عدالت

محمد ...... پرنٹر پبلشر ...... میں طبع ہو کر دفتر مملکت سے شائع ہوا۔